

کلام مقدس میں خدا ہمیں اپنا سچا علم دیتا ہے۔

خدا نے انسانی زبان تخلیق کی اور اپنا مکاشفہ اسی کے ذریعے ہمیں دیا اس لیے انسانی زبان قابل بھروسہ ہے۔ اگر ہم خدا کے بیان کو سمجھتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم کیسے خدا کے متعلق زیادہ جان سکتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟ اُس کا کردار اور صفات کیا ہیں اور اُس کی مرضی ہمارے کیسے مناسب ہو سکتی ہے۔

مسیحی ماہر الہیات اس بات کو تسلیم کرتے ہیں مسیح زمین پر آیا اور وہ تثلیث کے حوالے سے تمام وضاحتوں کو مانتے ہیں کہ ہمارا علم مکمل طور پر سچائی پر مبنی ہے لیکن وہ مکمل سچائی نہیں ہے۔ آئیے اُن کے بیانات کو دیکھتے ہیں۔

تثلیث کے حوالے سے زیادہ پریشانی اور پیچیدگی اصلاحات کی ہے اس کا تعلق اُن الفاظ سے ہے جو ہم استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا الفاظ اور ہمارے خیالات سے ماروا اور بلند ہے۔

سب سے زیادہ مسئلہ لفظ ”تولد“ اور ”بیٹا“ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سے ایسا لگتا ہے کہ خدا کی کوئی جسمانی اولاد ہے۔ میں نے اس سے پہلے دو مثالیں دی ہیں اُن میں ایک لفظ ہستی / شخص ہے۔

مسیحی باپ بیٹا اور روح القدس کی وضاحت کے لیے لفظ شخص استعمال کرتے ہیں۔ عام زبان میں شخص

کو مختلف انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ عام طور پر لفظ شخص کو فرد کے طور لیا جاتا ہے۔ جو دوسروں سے الگ ہوتا ہے۔ الرازی نے انسانی ہستی / شخص کو خود وجودی روح کہا ہے۔ خدا کے حوالے سے یہ علیحدگی سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ اشخاص، انسانی اشخاص نہیں بلکہ اعلیٰ اور روحانی عناصر سے مرکب ہیں۔ لکھنوں اور پریشانیوں سے بچنے کے لیے بہت سے ماہرین تھیالوجی نے لفظ ”شخص“ پر اتفاق رائے کیا۔ جس کا تعلق کہ خدا میں تین اشخاص ہیں ہم اس بات کو اس طرح بھی پیش کر سکتے ہیں۔ مسیحی روایت لفظ شخص کو اسی لیے استعمال نہیں کرتے ہیں کہ اُن کا مسیحی ایمان یہ کہتا ہے بلکہ ایک خدا میں اشخاص کے لیے یہی لفظ ”شخص“ مناسب ہے۔ ہم نے اسے ذہنی طور پر ہم آہنگ کر لیا ہے کہ ہم تثلیث میں تین ہستیوں کے لیے لفظ شخص ہی استعمال کریں گے۔

مسلم نقاد یہ جواب دے سکتے ہیں۔ وہ جو مشکل تصورات یا کاموں میں غیر جانبدار نہ سوچ رکھتے ہیں اُن کا کہنا ہے کہ جب آپ تثلیث کا باضابطہ اعلان کرتے ہیں تو آپ کو اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے چاہیے۔ تولد ہونا، بیٹا یا شخص۔ آپ کو اس طرح کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہیے جیسے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اب میں بات کروں گا اور مشورہ دوں گا کہ اس طرح کا بیان ایک جھوٹی کہانی کو بیان کرنا ہے۔ کیونکہ خدا کے متعلق بات کرتے ہوئے مشکلات تو آئیں گی۔

اگر خدا پاک تئلیث کا حصہ نہ ہوتا۔ ہم نے خدا کے متعلق اس طرح کے الفاظ استعمال کئے۔ مثلاً بحال کرنے والا اور مالک، رحیم اور رحمن۔ (الفاتحہ ۱: ۱-۴)

کیوں؟ آگسٹین وضاحت کرتا ہے۔ خدائے عظیم یعنی ہستی کل ماورائے ادراک اس لیے عام زبان میں اس کی صلاحیت سبقت لے جاتی ہے۔ الفاظ تصویر میں رنگ بھرتے ہیں یا کہانی سناتے ہیں۔ لیکن کہانی یا تصویر ہمیشہ بہت زیادہ غیر مشابہ ہوتی ہے بہ نسبت حقیقی خدا کے کیونکہ خدا غیر محدود، لامتناہی اور غیر مخلوق ہے۔

خدا کی ہستی ناقابل بیان ہے۔ ہمارے خیالات ہماری سوچوں اور ہماری زبان سے ماورا ہے۔ اشخاص کے متعلق یہ بات بہت اہم ہے لیکن یہ مکمل حقیقت کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ خدا کا تصور شخص کے تصور سے اعلیٰ و ماورا ہے۔ جیسے کہ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔

یہی حقیقت روح، اچھائی، محبت کے متعلق ہے۔ جب ہم خدا کے متعلق بات کر رہے ہوں تو اس کا نقطہ بیان اور سچائی مختلف ہوتی ہے۔ اور یہ سب بہت زیادہ غیر مناسب بھی ہے۔ خدا ناقابل سمجھ ہستی اور راز ہے۔

اُس کو کوئی مناسب نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک معما ہے۔ اس کے باوجود ہم خدا کے متعلق بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں اور خدا کا مکاشفہ ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ ہمارے پاس خدا کا حقیقی علم ہے لیکن ہم خدا کے راز کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہیں بہ نسبت کہ جتنا گہرا یہ راز ہے۔

اہم بات یہ ہے تینوں ابراہیمی مذاہب اس بات پر متفق ہیں۔

[ڈبلیو آر: آر آر سی آر - ۱۳۹ ایف]

ہر طرح کی تھیالوجی میں ہم خنجر کی دھار پر کھڑے ہوتے ہیں یہ ایک تنگ راستہ ہے جس کے دونوں طرف پتھریلی چٹانیں ہیں۔ ایک طرف ہم خدا کے اتحاد کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین خدا ہیں دوسری طرف ان میں تضاد کو ختم کر دیتے ہیں۔ مغربی روایات بعد میں اس میں شامل ہوئیں۔ اس طرح خدا کے اتحاد کا تصور مشکل بن جاتا ہے اور غیر جانبدارانہ بات کرنا مشکل ہو جاتی ہے۔

بائبل مقدس میں تثلیث کی اصطلاح استعمال نہیں ہوئی۔

البتہ یہ بائبل مقدس کا عقیدہ تعلیم ہے۔ یہ مکمل طور پر مکاشفہ اور الہام کی پیداوار ہے۔ انسانی عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتی اس عقیدہ تعلیم پر ایمان رکھا جاتا ہے کیونکہ کلام مقدس اس کی تعلیم

دیتا ہے۔ خدا کے کلام میں یہ بڑا گہرا اور مشکل ترین راز ہے۔ اگرچہ تثلیث کی سچائی کو سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے کیونکہ بائبل مقدس میں اسے واضح طور پر بیان کیا گیا۔ خدا لائٹنی حیثیت رکھتا ہے۔ قدرت میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مکمل طور پر اس کی وضاحت کرتی ہو۔

[بنسن سی ایچ (۲۰۰۴) ایک ہی سچا خدا: باپ بیٹا روح القدس: بائبل مقدس کا لازمی سلسلہ

(۱۲ - ۱۳) ویٹن ۳ کر اس وے بکس]

تثلیث: یہ ایک تھیالوجیکل اصطلاح ہے، جو منقسم خدا کے اتحاد کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے کہ خدا باپ خدا بیٹا اور خدا روح ایک چیز کے تین روپ ہیں۔

مسیحی عقیدہ کے مطابق اسے خدا راز سمجھا جاتا ہے۔ یہ انسانی سوچ سے بالاتر ہے۔ اس پر صرف پاک کلام کے حوالے سے ہی بات کی جا سکتی ہے۔ تثلیث ایک بائبل تصور ہے جو خدا کے حرکی کردار کو بیان کرتا ہے۔ یہ محض یونانی تصور نہیں جس کو بائبل میں شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ فلسفانہ سوچ نہیں بلکہ مذہبی (مسیحی) سچائی ہے۔ یہ محض ایک اصطلاح نہیں یہ تو پورے نئے عہد نامے میں چھایا ہوا تصور ہے۔ خدا خود یسوع مسیح اور روح القدس کے ذریعے اپنی شہادت دیتا ہے۔ بائبل مقدس کا مناسب تصور تثلیث اتحاد اور تضاد پر مبنی تصور ہے۔ تاریخ میں اس کے متعلق دو اغلاط پائی جاتی

ہیں اس کو تین خداؤں کے اتحاد کے تصور کے طور پر لیا گیا۔ تین خداؤں کے تصور میں غلطی یہ ہے اس میں تین خداؤں کو الگ الگ پیش کیا جاتا تھا یا اس کو کثرت خدا گردانا جاتا تھا۔ دوسری طرف اتحادی تصور خدا میں اختلافات کو بالائے طاق رکھا جاتا ہے۔ یا پھر خدا کو بلند مقام دے دیا جاتا ہے اور روح القدس اور مسیح یسوع کو خدا سے کم تر سمجھا جاتا ہے۔ ان تصورات کی بنا پر خدا کی سرگرمی عمل اور نجات کی تاریخ پر غیر فعال اثرات پڑتے ہیں۔

[برنڈ سی۔ ڈیپرس سی انگلینڈ اے یونڈ کلنڈین ای آر بٹلر ٹی سی لسنڈ لائابی ۲۰۰۳]

ہول مین اسٹریٹڈ بائبل ڈکشنری ۱۶۲۵ - ۱۶۲۷

نیں ویلی ٹی این۔ ہول مین بائبل پبلشرز

تشلیٹ کی تعلیم (عقیدہ) مسیحیت کی دیگر عقائد تعلیم سے الگ خصوصیات کی حامل ہے کیونکہ اس میں خدا کو باقی تمام سے الگ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ہم ایمان رکھتے کہ صرف ایک ہی خدا ہے جسے کہ یہودی اور مسلمان خدا کو واحد کہتے ہیں۔ مسیحی یقین رکھتے ہیں کہ ہستی کل میں کچھ امتیاز بھی ہے۔ ایک سچے خدا میں تین اشخاص ہیں یعنی باپ بیٹا اور روح القدس۔ وہ تین خدا نہیں ہیں۔ مسیحی

کثرت (بہت سے خداؤں) پر یقین نہیں رکھتے اس بات کو سمجھنا اور تسلیم کرنا مشکل ہے۔ تثلیث کے بارے میں منطق اور فلسفیانہ انداز میں مجرد تاویل پیش کرتے ہیں۔

مسیحی ایسی تثلیث پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ تو صرف نئے عہد نامے میں بیان کی گئی تثلیثی افکار کو دیکھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں۔ تمام مسیحی بلا امتیاز اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

[خدا کا بیٹا۔ جان ایچ فیش نیسرا، المس جرنل ولیم ۱۲، ۲۰۰۳ دو بول آئی اے ایٹمس بائبل کالج]

کلام مقدس ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم خدا کو اُس کے مکاشفے سے جان سکتے ہیں۔

”خداوند یوں فرماتا ہے کہ نہ صاحب حکمت اپنی حکمت پر اور نہ قوی اپنی قوت پر اور نہ مال دار اپنے

مال پر فخر کرے۔ لیکن جو فخر کرتا ہے اس پر فخر کرے کہ وہ سمجھتا اور مجھے جانتا ہے کہ میں ہی

خداوند ہوں جو دنیا میں شفقت و عدل اور راستبازی کو عمل میں لاتا ہوں کیونکہ میری خوشنودی ان

ہی باتوں میں ہے خداوند فرماتا ہے۔“ (یرمیاہ ۹ : ۲۳ - ۲۴)

بائبل مقدس کا خدا ہمیں تاریخ کے بارے میں بتاتا ہے۔ کہ ہمارا مقصد، ہماری فطرت اور ہمارے

مسائل کیا ہیں۔ اور اُس (خدا) کی خواہش ہے کہ وہ ہماری زندگی بھلائی اور شفا لائے۔ اُس نے محض

اپنا وجود ہی نہیں بلکہ سچی اور ابدی زندگی ہمارے سامنے رکھ دی ہے۔

”اُس ہمیشہ کی زندگی کی اُمید پر جسکا وعدہ ازل سے خدا نے کیا ہے جو جھوٹ نہیں بول سکتا۔“

(ططس ۱: ۲)

جس نے ہمیں نجات دی اور پاک بلاوے سے بلایا ہمارے کاموں کے موافق نہیں بلکہ اپنے خاص ارادہ اور فضل کے موافق جو مسیح یسوع میں ہم پر ازل سے ہوا۔ مگر اب ہمارے منجی مسیح یسوع کے ظہور سے ظاہر ہوا جس نے موت کو نیست اور زندگی اور بقا کو اُس خوشخبری کے وسیلے سے

روشن کر دیا۔ (۲۔ کرنتھیوں ۱: ۹-۱۰)

لیکن یہ ابدی اور ہوشمندانہ زندگی خداوند کو جاننے کے بعد آتی ہے۔

یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے باپ! وہ گھڑی آپہنچی۔ اپنے

بیٹے کا جلال ظاہر کر تاکہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔ چنانچہ تو نے اُسے ہر بشر پر اختیار دیا ہے۔ تاکہ

جنہیں تو نے اُسے بخشا ہے اُن سب کو وہ ہمیشہ کی زندگی دے۔ اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ

خداے واحد اور برحق کو یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا ۱۷: ۱-۳)

خدا باپ کو جانا جا سکتا ہے اور مسیح کے ذریعے ہم اُسے جان سکتے ہیں۔ کیونکہ وہی تاریخی صورت اور

اُس کا شخصی اظہار ہے۔

در حقیقت پرانے عہد نامے میں خدا کے وعدے خدا کو جاننے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اُن میں مسیح یسوع کے آنے کے متعلق دو وعدے یہ ہیں۔

یسعیاہ باب نمبر ۱۱ میں مسیح کے متعلق پیشین گوئی کی گئی کہ وہ خداوند خدا کے عرفان علم سے کائنات کو بھر دے گا۔

”اور یسعی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اُس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہوگی اور خداوند کی روح اُس پر ٹھہرے گی۔ حکمت اور خرد کی روح، مصلحت اور قدرت کی روح معرفت اور خداوند کے خوف کی روح اور اُسکی شادمانی خداوند کے خوف میں ہوگی اور وہ نہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق انصاف کرے گا اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے موافق فیصلہ کرے گا۔ بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور عدل سے زمین کے خاکساروں کا فیصلہ کرے گا۔

وہ میرے تمام کوہ مقدس پر نہ ضرر (نقصان) پہنچائیں گے نہ ہلاک کریں گے کیونکہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اُسی طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی۔ اور اُس وقت یوں ہو گا کہ لوگ یسعی کی اُس جڑ کے طالب ہونگے جو لوگوں کے لیے ایک نشان ہے اور اُس کی آرام گاہ جلالی ہو گی۔

ایک مفسر نے یوں کہا:

ان آیات میں شاخ کی خصوصیات اور کردار کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ خداوند کی روح اُس پر ٹھہرے گی۔ اور وہ اُن کو قوت بخشے گی (یسوع کے پتسمہ کے وقت متی ۳ : ۱۶ - ۱۷)

اُس کے کاموں سے حکمت اور خرد ، مشورت قوت علم و عرفان اور خدا کا خوف دکھائی دے گا روح القدس کی صفیتیں مسیحا میں آجائیں گی۔ وہ اپنی حکمت خرد ، مشورت علم و عرفان کی وجہ سے عجیب مشیر ہے۔ (یسعیاہ ۶ : ۹)

اُس کی صفت یہ ہے کہ وہ خداوند کے خوف میں شادمانی کرتا ہے (یسعیاہ ۱۱ : ۳) اور اُس کے لوگ خدا کے خوف ، فرمانبرداری اور پرستش سے اُس کو جواب دیں (آیت نمبر ۱ - ۲ میں) تثلیث کے تینوں اشخاص کا بیان ہے۔ مسیح وہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے جو خدا چاہتا ہے ان باتوں کی بنا پر یسعیاہ کے دور میں اُس کی پُر زور مخالفت کی گئی۔ وجہ یہ ہے کہ ایسا امن و سکون اُس وقت ہی ممکن ہو گا جب زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی۔

(یسعیاہ ۱۱ : ۹ ، یرمیاہ ۳۱ : ۳۴ ، جقوق ۲ : ۱۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگ خدا کا

عرفان اور علم حاصل کریں گے۔ مسیحا یعنی یسی کا تنا سے تمام اقوام از سر نو دوبارہ جمع ہوں گی۔

(بحوالہ آیت ۱۲، زکریا ۱۲: ۹، ۱۶) یسوع مسیح نے خود اس نقطہ کو بیان کیا ہے۔

اور پورب پچھم اتر دکھن سے لوگ آکر خدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ (لوقا ۱۳: ۲۹)

ابراہام کی نسل سے بہت سی اقوام برکت پائیں گی۔ (پیدائش ۱۲: ۳)

[والورڈ جے۔ ایف، زوک۔ آر۔ بی لیمنڈ ڈیلاس تھیالوجیکل سمینری (۱۹۸۳) بائبل مقدس کے علم پر

تفسیر یسعیاہ ۱۱: ۱۰۔ ۱۰ ویٹن آئی ایل وکٹر بکس]

یرمیاہ ۳۱ میں خدا اسرائیل سے نیا عہد باندھتا ہے۔ اور اس کا افتتاح یسوع صلیب پر خون بہا کر

کرتا ہے۔ جس سے بہت سی اقوام کو فائدہ حاصل ہوتا ہے:

بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں اُن دنوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا اور اُن کے دل پر

اُسے لکھوں گا۔ اور میں اُن کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہونگے اور وہ پھر اپنے پڑوسی اور اپنے

اپنے بھائی کو یہ کہہ کر تعلیم نہیں دی گے کہ خداوند کو پہچانو کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وہ سب

مجھے جانیں گے خداوند یوں فرماتا ہے اس لیے کہ میں اُن کی بدکرداری کو بخش دوں گا اور اُن کے گناہ

کو یاد نہ کروں گا۔

ایک مفسر اس کے متعلق یوں فرماتا ہے۔ یہ اُس وقت انجام کو پہنچے گا جب باپ اور زندہ مسیح روح القدس بھیجے گا۔

نئے عہد کا نتیجہ یہ ہو گا ساری زمین اور کائنات خدا کے عرفان (علم) سے بھر جائے گی۔ موسوی شریعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ لوگ شریعت کو سکھیں اور اپنے بچوں کو سکھائیں (مثلاً استثنائاً ۶ : ۴ - ۹ : ۱۱)۔

لوگوں کے دلوں پر شریعت لکھنے سے خدا کا علم اُن کے رویوں میں تبدیل ہو جائے گا۔
(۱۶ : ۲۲)

نتیجتاً نہ صرف زمین خدا کے عرفان اور علم سے بلکہ خدا کی شریعت سے بھر جائے گی۔ بلکہ اس سے پہلے کے وعدے بھی پورے ہو جائیں گے۔

[ہوئے ایف (۲۰۰۱) والیم ۱۶ یرمیاہ نوحہ (الیکرونکڈ) لوگاس لائبریری سسٹم، دی نیو امریکن کمنٹری

(۲۸۵ - ۲۸۶) نیٹس ویلے برآڈمین لینڈ ہول مین پبلشرز]

نیا عہد نامہ (بحوالہ یرمیاہ ۳۱ : ۳۱ - ۳۲)

میں یسوع کے صلیب پر خون بہانے سے ہمیں یقینی طور پر معافی حاصل ہوگی اور روح القدس

ہمارے اندر رہ کر کام کرے گا اور ہمیں عہد کے مطابق ذمہ داریاں نبھانے کے قابل بنائے گا۔

[لی فیلڈ ڈبلیو ایل (۱۹۸۴) لوقا۔ ان ایف ای گیلین (ایڈ) ایکویزیٹرر بائبل کمنٹر والیم ۸، متی،

مرقس لوقا (ایف ای گیلین (۱۰۲۷) گرینڈ لیڈز۔ ایم آئی زوڈرون پبلشنگ ہاوس]

خدا پاک کلام میں اپنی فطرت اور زندگی کے متعلق بتاتا ہے کہ اسے قبول کیا جائے اور اُس پر ایمان

رکھا جائے۔ وہ کبھی نہیں بتاتا کہ اُس کی فطرت کیسی ہونی چاہیے۔ یہ مفروضہ حماقت پر مبنی ہے اور

اس پر قیاس آرائی کرنا خطرناک ہے۔

پاک کلام دے وچ خُدا سانوں اپنا سچا علم دیندا اے۔

خُدا نے انسانی زبان نوں خلق کیتا اے تے اپنے مُکاشفے نوں ایہدی رائیں سانوں دیتا اے ایس لئی
انسانی زبان بھروسہ کرن دے قابل اے۔ جے اسی خُدا دے بیان نوں سمجھدے آں تے ایہہ کیویں
ہوسکدا اے پئی اسی خُدا دے بارے ہور جان سکئیے پئی او کیویں دا اے؟ اوہدیاں صفتاں کیہ کیہ نے؟
تے اوہدی مرضی ساڈے لئی کیہ کیہ ہوسکدی اے؟

مسیحی علم الہیات دے ماہرین ایس گل نوں تسلیم کردے نے پئی یسوع مسیح زمین تے آیا سی تے او
تشلیٹ دے حوالے دے نال ساریاں وضاحتاں نوں منندے نے پئی ساڈا مکمل طور تے سچائی تے مبنی
اے پر او مکمل سچائی نہیں اے۔ او اوہناں بیاناں نوں ویکھدے آں:

تشلیٹ دے حوالے دے نال بہتیاں پریشانیاں تے پیچیدگی اصطلاحاں دی اے ایہدا تعلق اوہناں
لفظاں دے نال اے جیہڑے اسی ورتدے آں۔ حالانکہ خُدا لفظاں تے ساڈیاں خیالاں توں بے حد بلند
اے۔

سب تو بہتتا مسئلہ لفظ تولد تے پٹے تو پیدا ہندا اے۔ ایہدے توں ایویں لگدا اے پئی خُدا کوئی
جسمانی اولاد اے۔ میں ایہدیاں پہلاں وی دو مثالاں دتیاں سن اوہناں دے وچوں اک لفظ ہستی اے۔

مسیحی باپ بیٹا تے پاک روح دی وضاحت دے لئی لفظ شخص ورتدے نے۔ عام زبان دے وچ شخص نون مختلف انداز دے وچ پیش کیتا جاندا اے۔ عام طور تے شخص نون اک فرد دے طور تے لیا جاندا اے جیہڑا دوجیاں تون وکھرا ہندا اے۔ الرزای نے انسانی ہستی نون خود وجودی روح آکھیا اے۔ خدا دے حوالے دے نال ایہہ علیحدگی سمجھ تون باہر اے۔ ایہہ ہستیاں انسانی ہستیاں نہیں سگوں اعلیٰ تے روحانی عناصر تون مرکب نے۔ اُلکھناں تے پریشانیاں تون بچن دے لئی علم الہیات دے ماہرین نے ایس لفظ شخص دے اُتے اتفاق کیتا اے۔ پئی خدا دے وچ تِن ہستیاں پائیاں جاندیاں نے اسی ایہنوں ایویں وی پیش کر سکدے آں۔ مسیحیت دے وچ ایس لفظ شخص نون ایس لئی نہیں ورتیا جاندا اے کیوں جے اوہناں دا مسیحی ایمان ایہہ آکھدا اے سگوں ایس لئی پئی اک خدا دے وچ موجود تِن ہستیاں نون ظاہر کرن دے لئی ایہہ لفظ شخص مناسب اے۔ اسی ایہنوں ذہنی طور تے سمجھ لیا اے جدوں وی ویلا آوے اسی تثلیث دے وچ تِن ہستیاں نون بیان کرن دے لئی لفظ شخص ای ورتاں گے۔

مُسلماں نقاد ایہہ جواب دے سکدے نے۔ او جیہڑے مُشکل تصورات یا کماں دے وچ غیر جانبدارانہ سوچ رکھدے نے اوہناں دا ایہہ آکھنا اے پئی جدوں تسی باقاعدہ طور تے تثلیث دا بیان کردے اوتے تہانوں ایویں دیاں لفظاں نون ورتنا چاہیدا اے، تولد ہونا، بیٹا ہونا یا شخص۔ تہانوں ایویں دیاں لفظاں

نوں نہیں ورتنا چاہیدا اے جیویں پئی لوکی ورتدے نے۔ ہُن میں گل کراں گاتے مشورہ دیواں گا
پئی ایہناں دا بیان اک جھوٹی کہانی نوں بیان کرنا اے۔ کیوں جے خُدا دے بارے گلاں کردیاں ہوئیاں
مُشکلاں تے پیش آون گئیاں۔

جے خُدا پاک تثلیث دا حصہ نہ ہوتا۔ اسی خُدا دے بارے ایویں دے لفظاں نوں ورتیا اے۔ جیویں پئی
بحال کرن والائے مالک تے رحیم تے رحمن۔

ایویں کیوں ہے ایہدے بارے آگسٹین ایویں وضاحت کردا اے۔ خُدا نے عظیم یعنی ہستی گل ماروائے
ادراک ایویں عام زبان دے وچ ایہدی صلاحیت سبقت لے جاندی اے۔ الفاظ تصویر دے وچ رنگ
بھر دے نے تے کہانی نوں سُناندے نے۔ پر کہانی یا تصویر ہمیشہ حقیقی خُدا دی نسبت بہت زیادہ غیر
مُشابہ ہندی اے کیوں جے خُدا غیر محدود، لامتناہی تے غیر مخلوق اے۔

خُدا دی ہستی ناقابلِ بیان اے۔ ساڈے خیالات ساڈیاں سوچاں تے ساڈی زبان توں ماررانی۔ اشخاص
دے بارے ایہہ گل بہت اہم اے پر ایہہ مکمل حقیقت نوں بیان کرن توں قاصر اے۔ کیوں جے خُدا
دا تصور شخص دے تصور توں بہت اُچا اے، جیویں پئی اسی ایہنوں ویکھیا اے۔

ایہہ ای حقیقت روح، اچھائی، محبت دے بارے ہے۔ جدوں اسی خُدا دے بارے گل کردے ہوئے تے
ایہہدا نقطہ بیان تے سچائی مختلف ہندی اے۔ تے ایہہ بہت زیادہ غیر مناسب وی اے۔ یاد رکھو پئی
خُدا سمجھ وچ آون والی ہستی نہیں اے تے ایہہ اک راز اے۔

ایہنوں کوئی مناسب ناں نہیں دتا جاسکدا اے۔ ایہہ اک لگی ہوئی ہستی اے۔ پر ایہدے باوجود اسی
خُدا دے بارے گل کردے آں تے آکھدے آں پئی خُدا دا مُکاشفہ ساڈی راہنمائی کردا اے۔ ساڈے
کول خُدا دا حقیقی علم اے تے اسی خُدا دے راز نوں سمجھ دے قابل آں ایہدی نسبت جِنا ایہہ دُہنگا
اے۔

ایہہ اہم گل اے پئی تینوں ای ابراہیمی مذہب ایہدے تے اتفاق کردے نے۔

ہر طرح دی تھیالوجی دے وچ اسی خنجر دی دھارتے کھلوتے ہندے آں ایہہ اک تنگ راہ اے
جہدے دونویں ای پاسے پتھریلیاں چٹاناں پائیاں جاندیاں نے۔ اک پاسے تے اسی خُدا دے اتحاد دا انکار
کردے آں تے آکھدے آں پئی خُدا تِن نے تے دوجے پاسے اسی ایہناں دے وچ موجود تضاد نوں مُکا
دیندے آں۔ مغربی روایتاں بعد دے وچ ایہدے وچ شامل ہوئیاں نے۔ ایویں خُدا دے اتحاد دا
تصور اوکھا ہو جاندا اے تے غیر جانبدارانہ گل نوں کرنا اوکھا ہو جاندا اے۔

پاک کلام دے وچ تثلیث دی اصطلاح نہیں ورتی گئی اے۔ پر پاک کلام دے وچ پائے جاوے والے عقیدے دی تعلیم ایہہ ای اے۔ ایہہ مکمل طور تے مُکاشفہ تے الہام دی پیداوار اے، تے انسانی عقل ایہنوں سمجھ نہیں سکدی اے۔ ایس تعلیمی عقیدے دے اُتے ایمان رکھیا جاندا اے کیوں جے پاک کلام دے وچ ایہنوں وضاحت دے نال بیان کیتا گیا اے۔ خُدا لاثانی حیثیت رکھدا اے تے قُدرت دے وچ کوئی وی اجی شے نہیں اے جیہڑی مکمل طور تے ایہدی وضاحت کردی ہوئے۔

تثلیث اک تھیالوجیکل اصطلاح اے جیہڑی تیناں ہستیاں دے وچ ونڈے ہوئے خُدا دے اتحاد نوں بیان کردی اے۔ چیدا باپ بیٹا تے پاک رُوح اک ای ہستی دے تین روپ نے۔

مسیحی عقیدے دے مطابق ایہنوں خُدا داراز سمجھیا جاندا اے۔ ایہہ انسانی سوچ توں بے حد اُچا اے۔ ایہدے اُتے صرف پاک کلام دے حوالے دے نال ای گل بات کیتی جاسکدی اے۔ تثلیث اک بائبلی تصور اے جیہڑا خُدا دے حرکی کردار نوں بیان کردا اے۔ یاد رکھو پئی ایہہ صرف یونانی تصور نہیں اے جنوں پاک کلام دے وچ شامل کر لیا گیا اے۔ تے ایہہ کوئی فلسفیانہ سوچ نہیں اے سگوں ایہہ اک مذہبی سچائی اے۔ ایہہ محض اک اصطلاح نہیں اے سگوں ایہہ تے پورے نوں عہد نامے دے وچ چھایا ہویا تصور اے۔ خُدا آپ پاک رُوح تے خُداوند یسوع مسیح دی رائیں اپنی شہادت دیندا اے۔ پاک کلام دا مناسب تصور تثلیث، اتحاد تے تضاد اُتے مبنی اے۔ تاریخ دے وچ ایہدے بارے دو

غلطیاں پائیاں جاندیاں نے، ایہنوں تِن خُداواں دے اتحاد دے طور تے لیا جاندا اے۔ تِن خُداواں دے

تصور دے وچ غلطی ایہہ ہے پئی ایہدے وچ تِن خُداواں نوں وکھرا وکھرا پیش کیتا جاندا اے۔ یا

ایہنوں بہتیاں خُداواں دے طور تے گنیا جاندا اے۔ دوجے پاسے اتحاد تصور خُدا دے وچ اختلاف

نوں اک پاسے رکھ دیندا اے۔ یا فیر خُدا نوں بہت ای اُچا مُقام دے دتا جاندا اے تے پاک روح تے

مسیح یسوع نوں گھٹ خیال کیتا جاندا اے۔ ایہناں تصورواں دی بنا تے خُدا دی سرگرمی عمل تے

نجات دی تاریخ تے غیر فعال اثرات پیندے نے۔

تشلیٹ دی تعلیم مسیحیت دیاں دوجیاں عقیدیاں دی تعلیم توں وکھری حیثیت رکھدی اے کیوں جے

ایہدے وچ خُدا نوں باقی ساریاں وکھری نگاہ دے نال ویکھیا جاندا اے۔ اسی ایہہ ایمان رکھدے آں

پئی خُدا اک اے جیویں پئی یہودی تے مُسلمان خُدا نوں واحد مندے نے۔ مسیحی ایہہ ایمان رکھدے

نے پئی ہستی گل دے وچ امتیاز پایا جاندا اے۔ اک سچے خُدا دے وچ تِن ہستیاں پائیاں جاندیاں نے

یعنی باپ بیٹا تے پاک روح۔ او تِن خُدا نہیں۔ مسیحی بہتیاں خُداواں دے عقیدے تے ایمان نہیں

رکھدے نے، ایس گل نوں سمجھنا تے تسلیم کرنا اوکھا اے۔

مسیحی اجمعی تثلیث دے اُتے ایمان نہیں رکھدے نے سگوں او صرف نویں عہد نامے دے وچ بیان
کیتی گئی تثلیثی فکر اں نوں ویکھدے نے تے ایمان رکھدے نے۔ سارے مسیحی بغیر امتیاز دے
ایہدے اُتے ایمان رکھدے نے۔

پاک کلام ایہہ بیان کردا اے پئی اسی خُدا دے مُکاشفے دے نال اوہنوں جان سکدے آں۔

یرمیاہ ۹ باب دی ۲۳ تے ۲۴ آیت دے وچ ایویں بیان کیتا گیا اے:

خُداوند ایویں فرماوندا اے پئی نہ صاحبِ حکمت اپنی حکمت اُتے تے نہ اور والا اپنے زور اُتے تے نہ

مالدار اپنے مال اُتے فخر کرے۔ پر جیہڑا فخر کردا اے ایہدے اُتے فخر کرے پئی او سمجھدا تے

میدنوں جاندا اے پئی میں ای خُداوند آں جیہڑا دُنیا دے وچ شفقت تے عدل تے راستی نوں عمل دے

وچ لیاوندا آں۔ کیوں جے میری خوشنودی ایہناں ای گلاں دے وچ اے خُداوند فرماوندا اے۔

پاک کلام دا خُدا سانوں تاریخ دے بارے بیان کردا اے پئی ساڈا مقصد، ساڈی فطرت تے ساڈے

مسائل کیہ نے۔ تے او خُدا دی ایہہ خواہش اے پئی او ساڈی جیاتی دے وچ بھلیائی تے شفا نوں

لیاوئے۔ اوہنے صرف اپنا وجود ای نہیں سگوں سچی تے ابدی جیاتی نوں ساڈے سامنے رکھ دتا اے۔

ططس پہلے باب دی ۲ آیت دے وچ ایویں بیان اے:

اوس ہمیشہ دی جیاتی دے اُمید اُتے جہدا وعدہ ازل توں خُدا نے کیتا اے جیہڑا جھوٹ نہیں بول
سکدا اے۔

تے فیر ۲ کرنتھیوں ۱ باب دی ۹ تے ۱۰ آیت دے وچ ایویں بیان اے:

جہنے سانوں نجات دتی تے پاک بُلانے دے نال بُلایا ساڈیاں کماں دے موافق نہیں سگوں اپنے خاص
ارادے تے فضل دے موافق جیہڑا مسیح یسوع وچ ساڈے اُتے ہويا۔ پر ہُن ساڈے مُنجی مسیح یسوع
دے ظہور دے نال ظاہر ہويا جہنے موت نوں نیست تے جیاتی تے بقا نوں اوس خُو شخبری دے وسیلے
دے نال روشن کر دتا۔

پر ایہہ بدی تے ہوشمندی جیاتی خُداوند نوں جان لین دے بعد آوندی اے۔

یوحنا دی انجیل دے ۱ باب دیاں پہلیاں ۳ آیتاں دے وچ ایویں بیان اے:

یسوع نے ایہہ گلاں آکھیاں تے اپنیاں آکھیاں آسمان دے ول نوں چک کے آکھیا اے باپ! او گھڑی آ
پہنچی اے۔ اپنے پُتر دا جلال ظاہر کر تاں پئی پُتر تیرا جلال ظاہر کرے۔ ایویں تُو اوہنوں ہر بشر اُتے
اختیار دتا اے۔ تاں پئی جہناں نوں توں اوہنوں بخشیا اے اوہناں ساریاں نوں او ہمیشہ دی جیاتی

دیوئے۔ تے ہمیشہ دی حیاتی ایہہ ہے پئی او تینوں خُداے واحد تے برحق نوں تے یسوع مسیح نوں
جنوں تُو بھیجا اے جان۔

خُدا باپ نوں جانیا جاسکدا اے تے مسیح یسوع دی رائیں اسی اوہنوں جان سکدے آں۔ کیوں جے او
ای تاریخی صورت تے اوہدا شخصی اظہار اے۔

اصل دے وچ پُرانے عہد نامے دے وچ خُدا دے وعدے خُدا نوں جانن دے ول نوں اشارہ کردے
نہ۔ جنناں دے وچ خُداوند یسوع مسیح دے آون دے بارے دو وعدے ایہہ نہ۔

یسعیاہ دی کتاب دے اوویں باب دے وچ مسیح یسوع دے بارے دے وچ پیشنگوئی کیتی گئی اے پئی
او خُداوند خُدا دے عرفان تے علم دے نال کائنات نوں بھر دیوئے گا۔ تے یسعیاہ دی کتاب دے وچ
ایویں لکھیا ہویا اے:

تے یسی تے تنے توں اک کونپل نکلے گی تے اوہدیاں جڑاں توں اک بار آور شاخ پیدا ہوئے گی تے
خُداوند دی روح اوہدے اُتے ٹھہرے گی۔ حکمت تے خرد دی روح، مصلحت تے قدرت دی روح
معرفت تے خُداوند دے خوف دی روح تے اوہدی شادمانی خُداوند دے خوف دے وچ ہوئے گی۔ تے
او نہ اپنیاں اکھیاں دے ویکھن دے مطابق انصاف کرے گا تے نہ اپنیاں کناں دے سُنن دے مطابق

فیصلہ کرے گا۔ سگوں اور راستی دے نال مسکیناں دا انصاف کرے گا تے عدل دے نال زمین دیاں
خاکساراں دا فیصلہ کرے گا۔

او میرے تمام کوہ مقدس اُتے نہ ضرر پہنچاون گے نہ ہلاک کرن گے۔ کیوں بے جیویں سمندر پانی
دے نال بھریا ہویا اے اویویں ای زمین خُداوند دے عرفان دے نال معمور ہوئے گی۔ اوس ویلے
ایویں ہوئے گا پئی لوک ییسی دی اوس جڑ دے طالب ہون گے جیہڑیاں لوکاں دے لئی اک نشان اے
تے اوہدی آرام گاہ جلالی ہوئے گی۔

اک مفسر ایہدے بارے ایویں بیان کردا اے:

ایہناں آیتاں دے وچ شاخ دی خصوصیت تے کردار دے بارے بیان کیتا گیا اے پئی خُداوند دی روح
اوہدے اُتے ٹھہرے گی۔ تے او اوہناں نوں قوت بخشے گا۔ (یسوع دے پتسمے دے ویلے متی ۳ باب
دی ۱۶ تے ۱۷ آیت)

اوہدیاں کماں توں حکمت تے خرد، مشورت، قوت علم و عرفان تے خُداوند دا خوف و یکھن نوں ملے گا۔
پاک روح دیاں صفتاں مسیحا دے وچ آجاون گئیاں۔ او اپنی حکمت، خرد مشورت تے علم و عرفان دی
وجہ توں عجیب مُشیر اے۔ (یسعیاہ ۹ باب دی ۶ آیت)

اوہدی صفت ایہہ ہے پئی او خُداوند دے خوف دے وچ شادمانی کردا اے۔ (یسعیہ ۱۱ باب دی ۳ آیت)

تے اوہدے لوک خُدا دے خوف، فرمانبرداری تے پرستش دے نال اوہنوں جواب دیون (پہلیاں ۲ آیتاں دے وچ) تشلیٹ دیاں تیناں رُکناں دا بیان اے۔ مسیح اوہناں کماں نوں کردا اے جہناں نوں خُدا چاہندا اے۔ ایہناں گلاں دی بناتے یسعیاہ دے دور دے وچ اوہدی بہت مخالفت کیتی گئی سی۔ وجہ ایہہ ہے پئی اجیہا امن تے سکون اوس ای ویلے ممکن ہوئے گا جدوں زمین خُداوند دے عرفان دے نال بھری ہوئے گی۔

(یسعیہ ۱۱ : ۹ ، یرمیاہ ۳۱ : ۳۴ ، جقوق ۲ : ۱۴) ایہدے توں مُراد ہے پئی بہت سارے لوکی نے جیہڑے خُدا توں علم تے عرفان نوں حاصل کرن گے۔ مسیحا یعنی یسی دا تنا ساریاں قوماں نوں فیر اکٹھیاں کرے گا۔

(بحوالہ آیت ۱۲ ، زکریاہ ۱۴ : ۹ ، ۱۶) یسوع مسیح نے آپ ایس نقطے نوں بیان کیتا اے۔

لوقا دی انجیل دے ۱۳ باب دی ۲۹ آیت دے وچ ایویں بیان کیتا گیا اے:

تے پُورب پچھم اتر دکھن توں لوکی آکے خُدا دی بادشاہی دی ضیافت دے وچ شریک ہون گے۔

پیدائش ۱۲ باب دی ۳ آیت دے وچ ایویں بیان کیتا گیا اے:

ابراہام دی نسل توں بہت ساریاں قوماں برکت پاؤن گئیاں۔

یرمیاہ ۳۱ باب دے وچ خُدا اسرائیل دے نال اک نوان عہد بنھدا اے۔ ایہدا مُڈھ یسوع مسیح نے صلیب دے اُتے اپنا لہو وگاوندیاں ہوئیاں کیتا سی۔ جمدے نال بہت ساریاں قوماں نوں فائدہ حاصل ہندا اے۔

سگنوں ایہہ او عہد اے جیہڑا میں اوہناں دناں دے بعد اسرائیل دے گھرانے دے نال بنھاں گاتے اوہناں دے دل دے اُتے اوہنوں لکھاں گا۔ تے میں اوہناں دا خُدا ہواں گاتے او میرے لوک ہون گے۔ تے فیر او اپنے گوانڈ ہی نوں تے اپنے بھائی نوں ایہہ آکھدیاں ہوئیاں تعلیم نہیں دیوں گے پئی خُداوند نوں پچھانو کیوں جے نکلے توں وہڈے تیکر او سارے مینوں جانن گے خُداوند ایویں فرماوندا اے۔ ایس لئی پئی میں اوہناں دی بد کرداری نوں بخش دیواں گاتے اوہناں دیاں پاپاں نوں مُعاف نہیں کراں گا۔

اک مُفسر ایہدے بارے ایویں بیان کردا اے پئی ایہہ اوس ویلے پُورا ہوئے گا جدوں باپ تے جیوندہ مسیح پاک روح نوں گھلن گے۔

نویں عہد دا نتیجہ ایہہ ہونے گا پئی ساری زمین تے کائنات خُدا دے عرفان دے نال بھر جاوے گی۔

موسوی شریعت ایہہ تقاضا کردی اے پئی لوکی شریعت نوں سکھن گے تے اپنیاں بچیاں نوں وی

سکھاون گے۔ (مثلاً استشنا ۶ : ۴ - ۹ : ۱۱، ۹)

لوکاں دیاں دلاں اُتے شریعت دے لکھے جاوے نال خُدا دا علم اوہناں دیاں روئیاں دے وچ بدل
جاوے گا۔

ایہدے نتیجے دے وچ نہ صرف زمین خُدا دے عرفان تے علم دے نال سگوں خُدا دی شریعت دے

نال بھر جاوے گی۔ سگوں ایہدے توں پہلاں دے وعدے وی پورے ہو جاوے گے۔

نواں عہد نامہ (بحوالہ یرمیاہ ۳۱ : ۳۱ - ۳۴)

ایہدے وچ خُداوند یسوع مسیح دے اپنے لہو نوں وگاوں دے نال ساڈی مُعافی یقینی ہو جاندی اے۔

تے خُدا دا روح ساڈے اندر رہ کے کم کرے گا۔ تے نویں عہد نامے دے مُطابق سانوں ذمہ داریاں

نوں نبھاون دے قابل بناوے گا۔

پاک کلام دے وچ خُدا سانوں اپنی فطرت تے حیاتی دے بارے دے وچ بیان کردا اے۔ پئی اوہنوں

قبول کیتا جاوے تے اوہدے اُتے ایمان رکھیا جاوے۔ اوکدی وی ایہہ نہیں دسدا اے پئی اوہدی

فطرت کیویں دی ہونی چاہیدی اے۔ ایہہ مفروضہ غلط اے تے ایہدے بارے گل بات کرنا ٹھیک
نہیں اے۔

God gives us true knowledge of Himself in Scripture

God created human language so His revelation to us in human language is trustworthy. Even if we do not understand how a statement could be true, we can know enough about what the words mean for God to impart knowledge about Himself, His character, and His will to us adequately.

Christian theologians have admitted this since Christ came to earth, and so theological explanations of the Trinity all admit that our knowledge is **completely true but not truly complete!** Consider some of their statements:

“Much of the confusion about the Trinity is terminological; it concerns the words we use to describe God, who is in many ways beyond words and beyond thought. The problems with the terms "begetting" and "Son"—which suggest that God might have a carnal offspring—to which I referred earlier, are two examples. "Person" is another.

Christians use the term "Person" to describe the Father, the Son, and the Spirit. This is a very different use of "person" than in our ordinary language. By "persons" we ordinarily mean individuals who are separate, but related to other individuals; in al-Razi's terminology, human persons are "self-subsisting essences." No such separation is conceivable in the one God! Divine "Persons" are not like human persons, only magnified to superhuman proportions. To avoid confusion over precisely that issue, many theologians counsel against the use of the word "Person" to refer to one of the three in God. We might be able to put it this way. Christian tradition uses the word "Person" not because it expresses exactly what Christians believe, but because there is no word more adequate to speak of the three in God. So we use the word, knowing we must mentally adjust its meaning when it refers to God.

A Muslim critic might respond: "Those are just the kinds of difficulties you get yourself into when you affirm the Trinity; then you have to use words like 'begetting,' 'Son,' and 'Person,' but can't use them properly like everybody else does." But now it may be my turn to suggest that this would be a false victory, **for our difficulties in speaking of God would not go away if God were not the Holy Trinity. All words we use of God—such as "sustainer" and "master" or "gracious" and "merciful" (Al Fatihah, 1:1–4)—are inadequate.** Why? Augustine explains: "Because the total transcendence of the godhead quite surpasses the capacity of ordinary speech." **The words paint a picture or tell a story, so to speak, but the picture or the story is always more dissimilar than it is similar to who God truly is.** God is uncreated and infinite. Therefore God is inexpressible, beyond our concepts, beyond our language. **The talk of "Persons" captures something important about God, but is inadequate to express the full reality, because God transcends the notion of "person," as we have seen. The same is true of "essence," "goodness," "love"—all to varying degrees correct and true when referring to God, but all also deeply inadequate.** The very reality of God is such that God always remains **inconceivable, a mystery that can never be properly named or puzzled out.** And yet we speak of God—guided by God's self-revelation. **We have true knowledge of God,** but we are capable of understanding much better what the divine Mystery is *not* than what that Mystery is.

Important strands in all three Abrahamic faiths agree on this.” [WR:AACR,139f]

“As in all theology, we are on a knife edge, or, we might say, a narrow path with precipices on each side. On one side, we deny the unity of God, and make it appear that there are three gods; on the other, we cause the distinctions of the three to disappear into some underlying undifferentiated deity. On the whole, our Western tradition has tended to the latter, so to stress the unity of God’s action that it becomes difficult to do justice to its diversity.” [Gunton, C. E. (2003). *Father, Son, and Holy Spirit : Essays toward a fully trinitarian theology* (79). London; New York: T & T Clark.]

“While the term trinity is not a biblical expression, the doctrine of the Trinity is biblical. It is totally a product of revelation that man’s reason could never discover. The doctrine is to be believed because the inspired Scriptures teach it. It is one of the most profound and difficult mysteries in the Word of God. Although the truth of the Trinity lies outside the capacity of our minds to fully comprehend and explain, **the doctrine is clearly taught in the Bible. God is unique in this respect. There is nothing in nature that perfectly illustrates this aspect of God’s being.”** [Benson, C. H. (2004). *The one true God : Father, Son, and Holy Spirit*. Biblical essentials series (12–13). Wheaton, Ill.: Crossway Books.

“TRINITY: Theological term used to define God as an undivided unity expressed in the threefold nature of God the Father, God the Son, and God the Holy Spirit. As a distinctive Christian doctrine, the Trinity is considered as a divine mystery beyond human comprehension to be reflected upon only through scriptural revelation. The Trinity is a biblical concept that expresses the dynamic character of God, not a Greek idea pressed into Scripture from philosophical or religious speculation. **While the term “trinity” does not appear in Scripture, the trinitarian structure appears throughout the NT to affirm that God Himself is manifested through Jesus Christ by means of the Spirit.**

A proper biblical view of the Trinity balances the concepts of unity and distinctiveness. Two errors that appear in the history of the consideration of the doctrine are tritheism and unitarianism. In tritheism error is made in emphasizing the distinctiveness of the Godhead to the point that the Trinity is seen as three separate Gods, or a Christian polytheism. On the other hand, unitarianism excludes the concept of distinctiveness while focusing solely on the aspect of God the Father. In this way Christ and the Holy Spirit are placed in lower categories and made less than divine. Both errors compromise the effectiveness and contribution of the activity of God in redemptive history. [Brand, C., Draper, C., England, A., Bond, S., Clendenen, E. R., Butler, T. C., & Latta, B. (2003). *Holman Illustrated Bible Dictionary* (1625–1627). Nashville, TN: Holman Bible Publishers.

“The doctrine of the Trinity is the distinctive doctrine of Christianity which distinguishes it from all other views of God. Christians are monotheists like Jews and Muslims. We believe that there is only one true God. Yet unlike Judaism and Islam, Christians believe that there is a differentiation within the Godhead. The one true God consists of three persons, the Father, the Son, and the Holy Spirit. These are not three gods. Christians are not polytheists who believe in

many gods. **This is, admittedly, difficult to understand. Yet Christians have not come to believe in the Trinity because of abstract philosophical reasoning about the nature of God; it was because of the truth about God as he is revealed in the New Testament** that the truth of the Trinity was accepted by the church. ” [“God the Son”, John H. Fish III, Emmaus Journal Volume 12. 2003. Dubuque, IA: Emmaus Bible College.]

The scriptures teach us that God can be truly known through His revelation:

*Thus says the LORD: “Let not the wise man boast in his wisdom, let not the mighty man boast in his might, let not the rich man boast in his riches, 24 but **let him who boasts boast in this, that he understands and knows me**, that I am the LORD who practices steadfast love, justice, and righteousness in the earth. For in these things I delight, declares the LORD.” (Je 9:23–24).*

The God of the Bible spoke into history to tell us of our purpose, our natures, our problems, and of His desire and ability to bring virtue and healing to our lives. He offered us immortality and true life – not just existence.

*In hope of **eternal life**, which God, who never lies, **promised** before the ages began (Letter to Titus 1.2)*

*For God saved us and called us to live a holy life. He did this, not because we deserved it, but because that was his plan from before the beginning of time—to show us his grace through Christ Jesus. And now he has made all of this plain to us by the appearing of **Christ Jesus, our Savior. He broke the power of death and illuminated the way to life and immortality** through the Good News. (2 Ti 1:9–10).*

But this immortal and robust eternal life comes by **knowing** God:

*After Jesus said these things, he looked toward heaven and prayed, “Father, the time has come. Give glory to your Son so that the Son can give glory to you. 2 You gave the Son power over all people so that the **Son could give eternal life** to all those you gave him. 3 And **this is eternal life: that people know you, the only true God, and that they know Jesus Christ**, the One you sent. (Jn 17:1–3).*

God the Father can be known, and He can be known through knowing Christ—His own self-expression and image in history.

Indeed, the promises of God in the Old Testament specifically point to knowing God. Two of these promises focus on the coming of Messiah Jesus.

In Isaiah 11, the Messiah is prophesized to make the knowledge of God universal:

*There shall come forth a shoot from the stump of Jesse, and a branch from his roots shall bear fruit. **And the Spirit of the LORD shall rest upon him, the Spirit of wisdom and understanding, the Spirit of counsel and might, the Spirit of knowledge and the fear of the LORD.** And his*

*delight shall be in the fear of the LORD. He shall not judge by what his eyes see, or decide disputes by what his ears hear, but with righteousness he shall judge the poor, and decide with equity for the meek of the earth... They shall not hurt or destroy in all my holy mountain; **for the earth shall be full of the knowledge of the LORD as the waters cover the sea.** In that day the root of Jesse, who shall stand as a signal for the peoples—**of him shall the nations inquire,** and his resting place shall be glorious.*

One commentator said this:

“In these verses the character and work of the “Branch” are described. The Spirit of the LORD will rest on Him, that is, the Holy Spirit would empower Him (at Jesus’ baptism, Matt. 3:16-17) for **His work which would be characterized by wisdom... understanding... counsel... power... knowledge, and the fear of the LORD. The attributes of the Holy Spirit would characterize the Messiah.** Because of His wisdom, understanding, counsel, and knowledge He is the Wonderful Counselor (Isa. 9:6)... He is characterized by the fear of the LORD and has delight in it (11:3) just as His people should have. To fear God is to respond to Him in awe, trust, obedience, and worship. (Interestingly all three persons of the Trinity are suggested in vv. 1-2.) The Messiah constantly seeks to do what God the Father wants Him to do. This contrasted with the religious leaders in Isaiah’s day who were unconcerned about following God’s Word.... The reason such tranquility is possible is that **all the earth will be full of the knowledge of the LORD** (Isa. 11:9; cf. Jer. 31:34; Hab. 2:14). This means more than people knowing intellectually about the Lord. The idea is that people everywhere will live according to God’s principles and Word. ... The Messiah, the Root of Jesse, will be a means of rallying **for the nations** (cf. v. 12; Zech. 14:9, 16). Jesus Himself made the same point **that many people from outside Israel will have a part in God’s kingdom** (Luke 13:29). God had promised **Abraham** that through his line **all peoples on the earth would be blessed** (Gen. 12:3). [Walvoord, J. F., Zuck, R. B., & Dallas Theological Seminary. (1983-). *The Bible knowledge commentary : An exposition of the scriptures (Is 11:1–10)*. Wheaton, IL: Victor Books.]

And in Jeremiah 31, God promises a New Covenant with Israel—which Jesus inaugurated by His death on the Cross and which also has benefits for all nations:

*But this is the covenant which I will make with the house of Israel after those days,” declares the LORD, “I will put My law within them and on their heart I will write it; and I will be their God, and they shall be My people. “They will not teach again, each man his neighbor and each man his brother, saying, ‘Know the LORD,’ **for they will all know Me, from the least of them to the greatest of them,**” declares the LORD, “for I will forgive their iniquity, and their sin I will remember no more.”*

And commentators point out that this is accomplished by the giving of the Holy Spirit by the Father and by the Risen Christ:

“The result of the new covenant is to **be the universal knowledge of God.** The Mosaic law required the people to teach the law to their children (e.g., Deut 6:4–9; 11:19). ... Having the law

written on one's heart is not so much a matter of immediate knowledge as transformed attitudes and behavior (22:16). **The result is said to be not just the knowledge of the law but the knowledge of the Lord, i.e., a relationship with the Lord of the covenant by faith**, the goal of all the earlier covenants." [Huey, F. (2001). Vol. 16: Jeremiah, Lamentations (electronic ed.). Logos Library System; The New American Commentary (285–286). Nashville: Broadman & Holman Publishers.]

"The new covenant (cf. Jer 31:31–34) carried with it **assurance of forgiveness through Jesus' blood shed on the cross and the inner work of the Holy Spirit** in motivating us and enabling us to fulfill our covenantal responsibility." [Leifeld, W. L. (1984). Luke. In F. E. Gaebelin (Ed.), The Expositor's Bible Commentary, Volume 8: Matthew, Mark, Luke (F. E. Gaebelin, Ed.) (1027). Grand Rapids, MI: Zondervan Publishing House.]

What God has told us in Scripture about His nature and His life, is to be accepted and trusted as honest and accurate statements from Him. He never tells us about how His nature could be such, and it is presumptuous, foolish, and dangerous for us to speculate on this.